Majallah Tahqiq
Research Journal of the
Faculty of Oriental Learning
Vol: 38, Sr.No.109, 2017 pp 103 - 118

مجلّہ تحقیق
مجلّہ کلیۂ علوم اِشرقیہ
جلد ۳۸، اکتوبر۔دسمبر ۲۰۱۷ء، شمارہ ۱۰۹

پاکستانی ادب اور ثقافت میں بیری کے حوالہ جات

☆ڈاکٹر راشدہ قاضی

Abstract:

Allah Almighty has createrd uncountable living and non-living things for the benefit of man. Our literature depicts their importance.Thi*s artical is about* "Berry". Which is an important tree, found in the torrid region. Its fruit "Jujuba" is anti-constipation, having large amount of vitaman "A" & "B". It is of different varieties. Its References are also found in Holly Quran And Ahadith. The referances of "Berry" have been quoted in this artical from the poetry of different urdu and saraiki poet

اللہ ربُّ العزّت نے بسیط کائنات پیدا فرمائی ہے۔جس میں ایک نامی گرامی جرم فلکی سورج بھی ہے۔سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ سورج کے گرد متعدّد سیّارے محوِ گردش ہیں۔جن میں ایک ہماری زمین بھی ہے۔یہ وہ واحد سیارہ ہے،جس میں سائنس دانوں کے بقول حیات ممکن الوجود ہے۔اللہ تعالیٰ جو مالک حقیقی ہے،اس کی بے شمار مخلوقات کرۂ عرضی پر پائی جاتی ہیں۔علوم حیاتیات کے ماہرین کی گنتی کے مطابق یہ مخلوقات 1.2 ملین سے زیادہ ہیں۔(۱) مالکِ حقیقی نے حضرتِ انسان کو اشرف المخلوقات کا درجہ عطا کیا اور اس کی خدمات کے لیے دنیا جہان کی مخلوقات اور نعمتیں پیدا فرمائیں۔علامہ اقبالؔ نے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

☆ ڈین فیکلٹی آف آرٹس، غازی یونیورسٹی، ڈیرہ غازی خان۔

ے نہ تو زمین کے لیے ہے، نہ آسمان کے لیے
جہاں ہے تیرے لیے، تو نہیں جہاں کے لیے (۲)

لہٰذا اللہ تبارک وتعالیٰ نے شمس وقمر اور نجوم وکواکب حضرتِ انسان کے لیے مسخر کر دیے اور طرح طرح کے جانور اس کے فائدے کے لیے تخلیق فرمائے۔ جن سے وہ غذا بھی حاصل کرتا ہے، گوشت بھی، کھال بھی استعمال میں لاتا ہے اور بال بھی:۔

''یہ اللہ ہی ہے، جس نے پیدا کیے تمہارے لیے مویشی تاکہ سوار ہو تم اُن میں سے کچھ پر، اور کچھ وہ ہیں۔ جنہیں تم کھاتے ہو''

(سورۃ نمبر 40 المومن، آیت نمبر 79)

اسی طرح خالق کائنات نے اس کے ساتھ ہی، ایک نظامِ نباتات بھی ابنائے آدم کے لیے پیدا فرمایا۔ جس سے نسلِ انسانی کو طرح طرح کے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ ان درختوں اور پودوں کے پھلوں سے وہ اپنی غذائی ضروریات پوری کرتا ہے۔ پتے اپنے اور اپنے جانوروں کے استعمال میں لاتا ہے اور لکڑی سے بھی طرح طرح کے فوائد حاصل کرتا ہے۔ یہی لکڑی عمارتی استعمال میں آتی ہے، اس سے فرنیچر اور زرعی آلات وغیرہ بنائے جاتے ہیں اور بے کار لکڑی کو ایندھن کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

انسان کا درختوں اور پودوں کے ساتھ رشتہ بھی قریباً اتنا ہی قدیم ہے، جتنا کہ خود انسان۔ مبیّنہ طور پر حضرت آدمؑ بھی ایک شجرِ ممنوعہ کھانے کی پاداش میں ہی جنت سے نکالے گئے تھے اور زمین پر پہنچنے کے بعد بھی وہ ایک عرصۂ دراز تک درختوں کے پھل وغیرہ کھا کر ہی اپنا پیٹ پالتے رہے۔ اور اسی طرح بعد کے ہر دور میں بھی انسان کا درختوں کے ساتھ ایک مخصوص تعلق نہ صرف جڑا رہا بلکہ جڑا رہے گا۔

شذرہ ہذا میں بھی ہم ایک درخت کے حوالے سے ہی بات کریں گے۔ اور وہ درخت ہے ''بیری'' کا درخت۔ جنوبی پنجاب کی زبان سرائیکی کے علاوہ، ہماری قومی زبان اردو اور عربی میں بھی اس پیڑ کے حوالے سے بہت سے حوالہ جات ملتے ہیں۔ ذیل میں ہم اسی درخت کی نسبت سے رقم طراز ہوتے ہیں:۔

اس سے پہلے کہ ہم شعر ادب کے حوالے سے ''بیری'' کو زیرِ بحث لائیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس تحقیقی شذرہ میں چند بنیادی معلومات اس سلسلہ میں پیش کر دی جائیں۔ یہ دراصل وہ معلومات ہیں، جو خالصتاً حیاتیات سے تعلق رکھتی ہیں۔

''بیری''، برصغیر پاک وہند اور چین کا قدیم ترین پھل دار درخت ہے۔ جسے سرائیکی میں ''بیر'' بھی

کہتے ہیں۔اس کا نباتاتی نام (Ziziphus) ہے اور اس کے پھل کو جوجوبا (JuJuba) کہتے ہیں۔اس کی یوں تو بہت سی اقسام ہیں، تاہم ہندوستانی بیری (Indian JuJuba) کی دو بڑی اور چند ذیلی اقسام ہیں۔بڑی اقسام میں ایک ''جنگلی بیری'' ہے۔جو عموماً جھاڑی جیسی ہوتی ہے۔اسے ''ملہی بیر'' بھی کہتے ہیں۔یہ عموماً خود رو ہوتی ہے، اور اس کا پھل بھی چھوٹا اور گول ہوتا ہے۔یہ زیادہ تر بارانی اور پہاڑی علاقوں میں پائی جاتی ہے۔ دوسری ''گھریلو بیری'' ہوتی ہے۔یہ عام پیڑوں کی طرح ہوتی ہے۔اس کے پھل ''ملہی بیر'' کی نسبت بڑے ہوتے ہیں۔بالعموم اس بیری کو پیوند کاری کے ذریعے بہتر کیا جاتا ہے۔اور بڑے بڑے بیضوی بیر حاصل کیے جاتے ہیں، جو زیادہ شیریں اور زیادہ گودے والے ہوتے ہیں۔ان کے علاوہ بیری کی چند ذیلی اقسام اور بھی ہیں۔مثلاً چھوٹے قد اور چھوٹے بیروں والی بیری۔جس کے بیر بہت میٹھے ہوتے ہیں، اسے سرائیکی میں ''کوکن بیر'' کہا جاتا ہے۔ایک اور بیری جس کے بیر خستہ اور نسبتاً کم میٹھے ہوتے ہیں، لیکن اس کے درخت کا قد شیشم کی طرح بڑا ہوتا ہے۔اسے ''مجھنگ بیر'' کہا جاتا ہے۔ایک اور بیر ایسی بھی ہوتی ہے، جس کا قد درمیانہ ہوتا اور پھلوں کا ذائقہ تُرش اور تلخ سا ہوتا ہے۔اور وہ گلے سے گزرتے ہوئے تکلیف دِہ محسوس ہوتے ہیں۔ اسے ''سنگ چوڑ'' کہا جاتا ہے۔

قدرت نے اس درخت کے پھلوں کے علاوہ اس کی لکڑی، چھال اور پتّوں میں بھی عجب غذائی اور ادویائی خواص رکھے ہیں۔اس کا پھل یعنی ''بیر'' وٹامن بی کا خزانہ ہے۔علاوہ ازیں وٹامن اے، سی اور ڈی بھی اس میں موجود ہوتے ہیں۔معدنیات میں سے فولاد، کیلشیم، پوٹاشیم اور فلورین بھی اس میں شامل ہوتی ہے۔ طبِ یونانی میں اس کا مزاج سرد ہے اور یہ جسم میں گوشت بنانے کی صلاحیت سے بھی مالا مال ہے۔علاوہ ازیں ایک اور تحقیق کے مطابق بیری کے پھل مسہل بھی ہوتے ہیں۔

بیری کے پتوں کو جراثیم کش بھی سمجھا جاتا ہے۔علاوہ ازیں ایک حدیث شریف کی روشنی میں میّت کو بیری کے پتوں میں گرم کیے ہوئے پانی سے غسل دیا جاتا ہے۔نیز اونٹ، بھیڑ اور بکریاں بھی ان پتّوں کو رغبت سے بطور خوراک استعمال کرتی ہیں۔اس کی لکڑی نسبتاً ہلکی ہوتی ہے اور زرعی آلات بنانے کے علاوہ، تعمیراتی صنعت میں بھی بکثرت استعمال ہوتی ہے۔علاوہ ازیں جس لکڑی کو استعمال میں نہیں لایا جاتا، وہ بطور ایندھن آگ جلانے کے کام آتی ہے۔بیری کی آگ کی آنچ دیسی ادویات بنانے کے لیے بھی بے حد مفید سمجھی جاتی ہے۔

بیری کے درخت کی جڑیں خاصی گہری ہوتی ہیں اور زیرِ زمین دور تک سفر کرتی ہیں۔یہی وجہ ہے

کہ خشک سالی اور خشک اراضی کے باوصف بھی بیری کا درخت سرسبز رہتا ہے۔ اور یہ آسانی سے فنا نہیں ہوتا۔ اس کا پودا سطحِ سمندر سے دو ہزار فٹ کی بلندی پر بھی لگایا جا سکتا ہے۔ یوں اسے ''پہاڑوں کی رانی'' بھی کہا جا سکتا ہے۔

> اگر بیری کے چیدہ چیدہ خواص پر روشنی ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ قریباً ڈھائی سو گرام بیروں میں ''دو اونس مکھن'' جتنی چکنائی ہوتی ہے اور آدھ کلوگرام بیروں کی مقدار، ایک وقت کے کھانے کا نعم البدل ہے۔ علاوہ ازیں اس پودے کے مختلف اجزاء بلند فشارِ خون، معدے کی خرابی، دماغی امراض اور بالوں کے لیے بھی بے حد مفید ہیں۔ جنھیں خاص طریقۂ کار سے کشید کر کے مخصوص مقدار میں بطور ادویات استعمال کیا جاتا ہے۔ مزید برآں بیری کے درخت پر بننے والا ''شہد'' بھی بہت پسند کیا جاتا ہے۔ کیوں کہ اس میں بھی کم و بیش وہی خواص شامل ہوتے ہیں۔

اردو اور سرائیکی میں بیری کی نسبت حوالہ جات کا ذکر کرنے سے پہلے ہم عظیم زبان عربی میں اس کے حوالوں پر طائرانہ نظر ڈالتے ہیں۔ بحرِ وضاحت یعنی قرآن پاک میں بھی چند ایک مقامات پر جبکہ احادیث مبارکہ میں متعدد مقامات پر بیری کا ذکر موجود ہے۔ جس سے نہ صرف اس درخت کی عظمتِ شان واضح ہوتی ہے بلکہ اس سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ظہورِ اسلام سے قبل ہی اہل عرب ''سدرہ'' یعنی ''بیری'' سے بخوبی واقف تھے۔ اسی وجہ سے مالکِ حقیقی نے عرشِ علٰی کے مختلف مناظر و مقامات کی وضاحت کے لیے اسی درخت کو تشبیہاً اُن کے سامنے پیش کیا۔

قرآنِ پاک میں ایک مقام میں ''سدرۃ المنتہیٰ'' یعنی انتہائی مقام پر پائی جانے والی بیری کا ذکر کچھ یوں آیا ہے:۔

> ''اور بلاشبہ وہ دیکھ چکا ہے اترتے ہوئے ایک بار اور بھی۔ ''سدرۃ المنتہیٰ'' کے قریب۔ اُس کے آس پاس ہے۔ ''جنت الماویٰ''

سورۃ نمبر 53 النجم، آیات 13 تا 16

ایک اور مقام پر سدرِ مخضود یعنی بے کانٹوں کی بیری کا حوالہ اشجارِ جنت کی نسبت سے یوں آیا ہے:۔

> ''کیا کہنا دائیں بازوں والوں (کی خوش نصیبی) کا! (وہ ہوں گے ایسے باغات میں) جن میں بیریاں ہوں گی بے خار''

سورۃ نمبر 56 الواقعۃ، آیات نمبر 27، 28

انہی آیاتِ کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ''حضرت مولانا عبدالحمید سواتی صاحبؒ'' اپنی کتاب ''معالم العرفان فی دروس القرآن'' میں یوں رقم طراز ہوتے ہیں:۔

''سدرہ بیری کے درخت کو کہتے ہیں۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس درخت کی جڑ چھٹے آسمان پر ہے، جب کہ اس کی بلندی ساتویں آسمان سے آگے نکلی ہوئی ہے۔ یہ کوئی عجیب قسم کا درخت ہے، جسے نوعِ انسانی کے ساتھ خاص نسبت ہے۔ اس درخت کے ہر پتے پر اللہ کے فرشتے تسبیح کر رہے تھے اور سنہرے پروانے جگمگا رہے تھے۔ اس درخت کو سدرۃ المنتہیٰ اس لیے کہتے ہیں کہ اسے اوپر اور نیچے کے درمیان ایک سنگم کی حثیت حاصل ہے۔ اس سے آگے کی کیفیت کو کوئی نہیں جانتا۔ اُوپر سے جو حکم آتا ہے، وہ یہیں رہ جاتا ہے اور نیچے کسی دوسری کیفیت کے ساتھ وارد ہوتا ہے۔ اس طرح نیچے سے جو چیز اوپر کی طرف جاتی ہے۔ وہ بھی اسی درخت پر آ کر ختم ہو جاتی ہے۔ گویا یہ درخت عالمِ خلق اور عالمِ امر کے درمیان ایک واسطہ ہے۔ یا یہ بھی کہ سکتے ہیں کہ یہ درخت عالمِ وجوب اور عالمِ اِمکان کا سنگم ہے۔ اس کو انسانی نوع کے ساتھ خاص تعلق ہے۔ اسی واسطے حدیث میں آتا ہے کہ میّت کو غسل دینے کے لیے پانی میں بیری کے پتے ڈال لیا کرو۔ اس کا ظاہری سبب تو یہی ہے کہ ان پتوں میں میل کچیل صاف کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ تاہم اس میں کوئی دیگر مصلحت بھی ضرور کارفرما ہے۔ جو اس درخت کی انسان کے ساتھ نسبت کو ظاہر کرتی ہے۔ حضور علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے اسی بیری کا پھل بڑے بڑے مٹکوں جتنا دیکھا۔ جو حجر کے مقام پر ہوتے ہیں۔ جن میں چھ یا بارہ من پانی یا کھجوریں ذخیرہ کی جاسکتی ہیں اور اس بیری کے پتے ہاتھی کے کانوں جتنے بڑے تھے۔'' (۳)

یہ تو تھے وہ چند حوالے جو کتابُ اللہ اور احادیثِ مبارکہ میں موجود ہیں۔ آئیں اب ہم اپنی محبوب زبان اردو میں بیری کی نسبت پائے جانے والے حوالے دیکھتے ہیں۔

شہنشاہِ تغزل میر تقی میرؔ بیری کے حوالے سے فرماتے ہیں:۔

؎ اک ناوک نے اس کی مژگان کے
طائرِ ''سدرہ'' تک شکار کیا

ابوالبیان ظہور احمد فاتحؔ کی ایک نعت کے شعر میں بھی اسی حوالے سے بات کی گی ہے:۔

؎ سدرہ پر گفتگو ہوئی، راز و نیاز کی
پروردگار کے حسین مہمان آپ ﷺ ہیں (۴)

شاہد ماکلی کا ایک نعتیہ شعر بھی اسی حوالے سے قابلِ غور ہے:۔

ـ بیری کا ہے درخت فلک پر ہرا بھرا
لیکن زمین پر گنبدِ خضرا ہی سبز ہے

اُردو کے ایک معروف شاعر رشید قیصرانی کا ایک شعر بیری کے حوالے سے ملاحظہ ہو:۔

ـ بیری بیری بور لگا ہے سرسوں سرسوں پھول کھلے ہیں
لوٹ آئے ہیں یار پرانے، سانول تم کب آؤ گے؟(۵)

بیری کے حوالے سے ہمیں پروفیسر ظہور احمد فاتح کے کلام میں بیش بہا مواد ملتا ہے۔ لیجئے ملاحظہ ہو۔ ذیل میں ان کی دو غزلیات پیشِ خدمت ہیں:۔

غزل نمبر(۱)

وہ صنم پاس میرے بیری کے نیچے آئے
مژدۂ دید لئے بیری کے نیچے آئے
اپنے محبوب کو سدرہ پہ بلانے والے
وہ پری ملنے مجھے بیری کے نیچے آئے
آ کے بیٹھے وہ میرے ساتھ گھنی چھاؤں میں
دھوپ ظالم سے بچے، بیری کے نیچے آئے
جا کے اس حور شمائل سے یہ کہہ دے کوئی
اتنا احسان کرے بیری کے نیچے آئے
وہ جو بالائی منازل کا ہے رہنے والا
مجھ سے ملنے کو گلے ، بیری کے نیچے آئے
اہل دنیا کے رویے سے ہے شکوہ جس کو
بیر مَن چاہئے چُنے، بیری کے نیچے آئے
کوئی اُس روٹھنے والے سے لِلہ یہ کہے
دُور مجھ سے نہ رہے، بیری کے نیچے آئے

جس کو دل چسپی ہو دنیا کے ادب سے فاتحؔ
میرے اشعار پڑھے، بیری کے نیچے آئے(۶)

اسی تناظر میں اُن کی ایک اور غزل ملاحظہ ہو:

مل مہہ جبیں، بیری بیری تلے
ہو ہم نشیں، بیری تلے
ہے منتظر کوئی تیرا
اے نازنیں، بیری تلے
آ وصل کی راحت لئے
یار حسیں، بیری تلے
عہدِ وفا کی جانِ من
کر لے یقیں، بیری تلے
بیٹھا ہوں تیرے ہجر میں
اندوہ گیں، بیری تلے
امید ہے وہ آئے گا
من کا مکیں، بیری تلے
بستر لگائیں پیار کا
دل کے امیں ،بیری تلے
بہجت بھی ہے، چھاؤں بھی
کیا کچھ نہیں، بیری تلے
فاتحؔ کی کشتِ شعر سے
ہو خوشہ چیں، بیری تلے(۷)

اردو کے اور معروف شاعر مظہرؔ قلندرانی اپنے ایک قطعہ میں ''بیری'' کا ذکر کچھ یوں کرتے نظر آتے ہیں:

جانے کس جرمِ کی وہ شخص سزا دیتا ہے؟
جب بھی ملتا ہے تو جینے کی دُعا دیتا ہے!
میرے آنگن میں اُگی بیری کا پودا مظہرؔ
میرے اِحساس کے زخموں کو بڑھا دیتا ہے!

اردو شاعری کے علاوہ نثر میں بھی بیری کے حوالے سے چند ضرب الاَمثال بھی مشہور ہیں۔ مثلاً

''بیر بیر جتنے آنسو بہانا''

اور

"جس گھر میں بیری ہو، اس میں پتھر تو آتے ہی ہیں"

اسی حوالے سے سرائیکی زبان کے نامور شاعر اور ادیب حمید اُلفتؔ ملغانی ایک جگہ یوں رقم طراز ہوتے ہیں:

واہ جو اُلفتؔ بیر رہائیو
لوک مریندن چھک پتھر(۸)

عُرُوسُ اللِّسَان قومی زبان اردو سے اب ہم ماں بولی سرائیکی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، جو مقامی ثقافت کے ترجمان ہے۔ بیری کے حوالے سے اس میں بھی بہت سا سرمایہ موجود ہے۔ سب سے پہلے ہم سرائیکی کے معتبر شاعر ''اقبال سوکڑی'' کے کلام سے چند حوالے ہدیۂ قارئین کرتے ہیں۔ سب سے پہلے اُن کا یہ ڈوہڑہ دیکھیے:

جتھ جھوک ہئی جھوک ہاں ہندرہ گئی کوئی جھال چدھاروں پھردی اے
کجھ لوک آہدن کوئی لال پری بے حال چدھارو پھردی اے
کہیں بیر تیں ڈیوے بلدے ہن کوئی جال چدھارو پھردی اے
کہیں سیجھ سڑی دی روح اکثر اقبالؔ چدھارو پھردی اے

اُن کا ایک اور ڈوہڑہ ملاحظہ ہو:

ہئی جھوک تیں مچ بھڑ مچ ہاسے دھوں دکھدے ہَن بھائیں بلدیاں ہَن
ساکوں یاد ہے لگ دے موسم وچ گائیں چَر چَر آپیں ولدیاں ہَن
تیڈی جھوک دیاں بیریں ہر واری تیکوں یاد ہے جیٹھاں پھلدیاں ہَن

توں گئیں اقبالؔ تاں کجھ کائے نی، تیکوں پار ونجن دا جلدیاں ہَن

اب ان کا ایک اور خوب صورت ڈوہڑہ دیکھئے:

جتھ کھولے ہِن اتھ جھوک ہئی پئی، اِتھ ٹنگڑیں ہَن اِتھ ٹاویں ہَن
اِتھ جال دی گھاٹی چھاں ہئی پئی اِتھ بیریں بیٹھ کنڑاویں ہَن
او بگسا رُل گئے جیندے وچ، تیڈے سانول سوٹ رکھاویں ہَن
توں گئیں اقبالؔ تاں موئے پئے ہیں، جیڑھے ساہ ہَن سئیں دے ناویں ہَن

اقبالؔ سوکڑی کی ایک اور نظم ''یادگاراں'' کا یہ شعر بھی علاقائی درختوں اور بیری کی نسبت سے قابل مطالعہ ہے:

اے کِکر ،کریہنہ، بیریں ، جالیں اوہے ہِن
نہ ڈھولا، نہ ڈھولے دیاں گالھیں اوہے ہِن (۹)

اب ان کی ایک اور نظم ''شکریہ'' کا یہ بند ملاحظہ کریں:

ہَن یاد میکوں پیار دے رنگین نظارے
او دور توں کھڑ ڈیکھاں الہڑ جئیں اشارے
لہراندے دوبٹے دے چمکدے ہوئے ستارے
او بیریں دے لڑ سینگیاں تیں پینگھڑیں دے ہلارے
ناں گھن کے میڈا تیکوں سہیلیں دا ستاون
دلدار تیڈا شرم توں ول منہ چا لکاون (۱۰)

اب ہم یہاں شاعرِ ہفت زبان پروفیسر ظہور احمد فاتح کے سرائیکی کلام میں سے بیری کے کچھ حوالے ذکر کرتے ہیں:

:1

تھئی ویندی ہئی دیر سویر
کھاندے ہاسے بیر گٹیر

:2

بیر دی چھاں ہیٹھ جیڑھا ہا تھیا
ڈیکھ ماہی بھل نہ او توں اقرار کوں

3:غزل

پاندھی نہ ساڈے نال کر تکرار بیر ہیٹھ
بیٹھے ہیں کہیں دے شوق وچ سرشار بیر ہیٹھ
منگدا ہاں روز مالک سدرہ توں اے دعا
میڈا سجن بنڑے میڈا غم خوار بیر ہیٹھ
او وقت یاد کر جڈاں موسم ہا مہربان
ملدے ہاسے کیویں اساں دلدار بیر ہیٹھ
جو کجھ وی تھئی ونجے اساں یاری نبھیسوں پئے
آ ہاں سجن ایہو کروں اقرار بیر ہیٹھ
کیتا ہا جیڑھا قول تیئیں راہ وچ، او یاد کر
بے درد ایویں کر نہ ہُن انکار بیر ہیٹھ
فاتح عروج تیں ہا ستارہ نصیب دا
آندا ہا ساڈو یار ہر اتوار بیر ہیٹھ(۱۱)

4:غزل

لگدا ہا ساڈے عشق دا دربار بیر ہیٹھ
سجدا ہا آرزوئیں دا بازار بیر ہیٹھ
بھورل مٹھا میڈا ذرا او قت یاد کر
پروان چڑھدا رہ گیا ہا پیار بیر ہیٹھ
بیٹھے ہیں تیڈے نال تاں محسوس ایں تھئے
تھم گئی اے تیز وقت دی رفتار بیر ہیٹھ

تحفہ میڈا اے بیر دا کر گھن قبول توں
سِکھڑاں اساں وی ہے اِتھاں ایثار بیر بیٹھ
بیریں دی ہے مٹھاس تیں خوشبو خلوص دی
فاتح اساں لِکھن جیڑھے اشعار بیر بیٹھ(۱۲)

سرائیکی زبان کے معروف شاعر احمد خان طارقؔ کی شاعری میں بھی ہمیں بیری کی نسبت سے کافی حوالے ملتے ہیں۔ ان میں سے چند نمونے ہدیہ قارئین ہیں۔ اُن کی ایک غزل کا شعر کچھ یوں ہے:۔

ریشم دی وانگوں ہی جیڑی، او بیر ڈھینگری بن گئی اے
ہوں آس کوں وَل وی جھمبڑیا پے بھاویں جیڈا اوکھا تھیندا پے(۱۳)

اُن کا ایک ڈوہڑہ ملاحظہ ہو:

ساری زندگی ایں محروم رہی جیویں موندھے منگر چنگیراں تے
میڈیں ہڈیں کوں چم ایں جھمبڑیے سُک بیر کھڑن جیویں بیراں تے
اُکا جھڑا تولہ نہ ہووے کیوں رُعب رکھے کھڑ سیراں تے
ڈوہیں ہتھ شاکر مصروف رہے سجا کھاڈی تیں کھبا پیراں تے(۱۴)

اب ہم سرائیکی زبان کے نوجوان شاعر سیف اللہ آصفؔ کے کلام میں سے بطور نمونہ بیری کی نسبت سے اشعار پیش کرتے ہیں۔

سب سے پہلے اُن کا یہ ڈوہڑہ دیکھئے:

جھریاں پیاں بیریں بور کنیں ون ون تیں ماکھیں آر بھری
بھر مُلخ جھلوراں بھرک پئے کئی پڑ چاتے کئی بار بھری
اوڈوں روح دے روہ تیں مینہہ لہہ پئے ایڈوں ساہ دی کھنڈ منہہ تار بھری
جیہڑی آصفؔ لوٹیاں لٹ گئی ہے او تاں لگدی ہے اعتبار بھری(۱۵)

ان کا ایک اور ڈوہڑہ ملاحظہ ہو:

تیڈی جھوک تیں تیڈے بیریں دے میں بیر ہلاون آئی ودی آں
جیڑے رہ گئے ہَن اوہے بوچھن دے اوہے پاند گوندھاون آئی ودی آں

انہیں لال کنواریں لائیاں دے میں گاون گاون آئی ودی آں
میں آصؔف رُت پتڑیال دی ہاں تیڈی پیر پُساون آئی ودی آں

اسی طرح ایک اور قطعے میں وہ یوں بیان کرتے ہیں:

ساکوں آئیاں خیر دیاں نندریاں
اساں خواب اچ ڈھنڈریاں بیریں
تیڈے کھوہ دے مِٹھڑے پانی
تیڈے کھوہ دیاں مٹھڑیاں بیریں

ایک اور قطعہ ملاحظہ ہو:

اوہے لوک نصیب دے مارے
اوہے ہن روز آزارے
جنّیں ملخ دے کھڑے پکھڑوں
جنّیں ملخ دیاں کھڑیاں بیریں

آصؔف کے دو اور اشعار دیکھئے:

میکوں رَت دے نیر رویندن
میڈے ہاں وچ تیر مریندن
میڈیاں کنوں بڑیاں دھیریں
میڈیاں کنوں بڑیاں بیریں

آصؔف کی غزل کا ایک اور خوب صورت شعر ملاحظہ ہو:

اللہ سائیں دا مُلخ ہے، اللہ سائیں دیاں بیریں ہن
چنگیریں اتے پُھل ہن، تیں پُھلیں تیں چنگیریں ہن

اب اُن کی اِسی غزل کا ایک اور شعر ملاحظہ ہو، جس میں اُنہوں نے ایک منفرد انداز میں اور سرائیکی شاعری میں قریباً پہلی مرتبہ درختوں کے آپس میں رشتے جوڑنے کی کوشش کی ہے:۔

ساوے ساوے ونن ہن، ہک بے دے جنن ہن
پیلھوں والیاں جالیں وی ، بیریں دیاں مُلیریں ہن

آخر میں ان کی ایک غزل کا مطلع ہدیہ قارئین ہے:

سینگی میڈا بوچھن ہیوی' بوچھن دی گنڈھ چھلڑے ہنیں
بیریں دے بس کنڈڑے وی نئیں بیریں دے لڑ ولڑے ہنیں(۱۶)

اب سرائیکی کے ایک اور نوجوان شاعر عبدالمالک اُشتؔر کے کلام میں سے اِسی حوالے سے چند نمونے پیش خدمت ہیں۔ اُن کی ایک نظم "سنگھڑ دی جاپ" کے ایک بند ملاحظہ ہو:

توں مان ہیویں ساڈی وسوں دا
تیکوں تَسڑے وَکڑے سکدے ہن
تیڈی دید کوں بیریں لوہندیاں ہن
تیڈے ناں تے وُلھر وِکدے ہن(۱۷)

ان کی ایک اور نظم ''کوہ سلیمان دی جاپ'' کا ایک بند دیکھیے:

تیڈے کرم تاں صرف انساناں تاڑیں نئیں
تیڈے دم توں جیندے پکھی، ڈنگر وی
بیریں، جالیں، کیکر، جنڈ، کریہاں کوں
روزی اپنے حصے دی پچُیندا ہئیں(۱۸)

لیجیے ان کی ایک اور نظم کا بند ملاحظہ ہو:

ساڈیاں نینگر ٹالھیاں کتھ بچدیاں
ساڈیاں جُھریاں بیریں کُس گیاں ہن
جیویں ساول پیلی تھی گئی ہائی!
جیویں جالیں پوہ وِچ بھا تھیاں ہن(۱۹)

اب سرائیکی کے ایک معروف شاعر عزیز شاہدؔ کے کلام میں سے بیر کے حوالے سے ایک نمونہ ملاحظہ ہو۔ جو انہوں نے اپنی نظم ''ڈاکٹر نجیب حیدر سئیں ناں نویں'' میں رقم کیا:

کتھائیں کہیں جھوک تیں
لاہندی نماشاں دے کُھلے ہوئے وال پئے ہوسن
کتھائیں کہیں ''بیر'' دی چھانویں
پچھانویں کہیں پچھانویں نال پئے ہوسن(۲۰)

اب آخر میں سرائیکی کے ایک معروف شاعر''امان اللہ کاظم'' کا ایک خوب صورت حوالہ نظرِ قارئین ہے، ملاحظہ ہو:

چھتی بیر تیں ہک میں چڑھیاں
کنڈیں کن مَیں پو تاں
بیر ہلاوان کوئی نہ آندا
کھاون کوں سہہ دڑک آئے(۲۱)

علیٰ ہذالقیاس بیری کا درخت ہماری تہذیب وثقافت کا ایک بھرپور مظہر ہے۔جس سے ہر طبقے کے لوگ محظوظ ہوتے ہیں۔علاوہ ازیں یہ اردو اور سرائیکی ادبیات کا ایک توانا حوالہ بھی ہے۔جہاں اس سے جنسی اور صوری طور پر عوام الناس متمتع ہوتے ہیں۔وہاں فنی اعتبار سے بھی اپنے ذوقِ جمالیات کی تسکین پاتے ہیں۔ اس کی مختلف کیفیات مثلاً غذا، لکڑی، چھاؤں، اور قُربت سے سکوں یاب ہوا جاتا ہے۔یہاں تک کہ ہمارے کسانوں کا یہ خیال ہے کہ جن زرعی اراضی پر بیری کے درخت مفقود ہوں، وہاں سے ایک ویرانی مترشح ہوتی ہے اور ناتمامی کا احساس پایا جاتا ہے۔کہا جاتا ہے، کہ سیّد احمد شہید کا کاروانِ جہاد جب یہاں یعنی تونسہ شریف کے قریب سے گزرا تھا۔تو لوگوں کی بجائے بیریوں نے ان کی ضیافت کی تھی۔اور وہ بیری کھا کر اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے تھے۔

☆☆☆☆

حوالہ جات

1- http://news.discovery.com/earth/plants/874-million-species-on-earth-110823.htm

۲۔ محمد اقبال علامہ بال جبریل (س ن) لاہور رابعہ بک ہاؤس الکریم مارکیٹ اردو بازار۔ص:۔38

۳۔ حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی صاحبؒ، معالم العرفان فی دروس القرآن (اکتوبر ۲۰۰۷ء، بمطابق شوال ۱۴۲۸ھ) مکتبہ دروس القرآن فاروق گنج، گوجرانوالہ۔ ج:۱۷،ص:۳۸۶، ۳۸۷

۴۔ ظہور احمد فاتح (دسمبر 2006ء) سلام کہتے ہیں تونسہ شریف فاتح پبلی کیشنز،ص:24

۵۔ رشید قیصرانی، صدیوں کا سفر (1995ء) اساطیر، میاں چیمبرز۔3 ٹمپل روڈ، لاہور۔ص:90

۶۔ ظہور احمد فاتح، گلزارِ خیالات نمبر 113 (غیر مطبوعہ)

۷۔ ظہور احمد فاتح، گلزارِ خیالات نمبر 113 (غیر مطبوعہ)

۸۔ حمید الفت ملغانی، سِک سوجھل (1995ء) جھوک پبلی کیشنز ملتان،ص:78

۹۔ اقبال سوکڑی، ہنجوں دے ہار (چھٹا ایڈیشن جولائی 2008ء) رئیس عدیم دبسانِ سحر بلاک p ڈیرہ غازی خان۔ص:83

۱۰۔ اقبال سوکڑی، ہنجوں دے ہار (چھٹا ایڈیشن جولائی 2008ء) رئیس عدیم دبسانِ سحر بلاک p ڈیرہ غازی خان۔ص:65

۱۱۔ ظہور احمد فاتح، گلزارِ خیالات نمبر 113 (غیر مطبوعہ)

۱۲۔ ظہور احمد فاتح، گلزارِ خیالات نمبر 113 (غیر مطبوعہ)

۱۳۔ احمد خان طارق، بلدیاں ہنجوں (2006ء) جھوک پبلی کیشنز دولت گیٹ، ملتان۔ص:40

۱۴۔ احمد خان طارق، بلدیاں ہنجوں (2006ء) جھوک پبلی کیشنز دولت گیٹ، ملتان۔ص:40

۱۵۔ سیف اللہ آصف، بوچھن دی گنڈھ گنجاں (2009ء) جھوک پبلی کیشنز دولت گیٹ، ملتان۔ص:26

۱۶۔ سیف اللہ آصف، بوچھن دی گنڈھ کُنجاں (2009ء) جھوک پبلی کیشنز دولت گیٹ، ملتان۔ص:101

۱۷۔ عبدالمالک اُشتر، سندھومت (جنوری 2015ء) جھوک پبلی کیشنز دولت گیٹ، ملتان۔ص:28

۱۸۔ عبدالمالک اُشتر، سندھومت (جنوری 2015ء) جھوک پبلی کیشنز دولت گیٹ، ملتان۔ص:31

۱۹۔ عبدالمالک اُشتر، سندھومت (جنوری 2015ء) جھوک پبلی کیشنز دولت گیٹ، ملتان۔ص:45

۲۰۔ عزیز شاہد، جوگ (2006ء) جھوک پبلیکیشنز، ملتان۔ص:64

۲۱۔ امان اللہ کاظم، پپلیں ہنجھ نہ ماوے (2006ء) عثمان پبلی کیشنز، لاہور۔ص:97